سوال

(210) نماز جنازہ اندر مسجد یا صحن مسجد مذہب حنفیہ جائز ہے یا نہیں

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز جنازہ اندر مسجد یا صحن مسجد از روئے مذہب حنفیہ جائز ہے یا نہیں اور از روئے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کیا ہے۔ ارقام فرمائیں۔ بینوا توجروا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نماز جنازہ مسجد میں از روئے مذہب حنفیہ کے مکروہ ہے مسجد کے اندر ہو خواہ صحن مسجد میں ہو، بعض فقہائے حنفیہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے اور بعض کے نزدیک مکرہ تنزیہی۔ امام محمد اپنے موطا میں لکھتے ہیں، لایصلی علی جنازة فی المسجد اور اس کے حاشیہ میں ہے، ای [1] کرہت الصلوة علیہا فیہ کراہت تحریم فی روایة و تنزیہ فی روایة ھو اولی انتہی اور شرح وقایہ میں ہے و کراہت [2] فی مسجد جماعة ان کان المیت فیہ اور اس کے حاشیہ میں ہے، قیل [3] تحریما کما حققہ قاسم بن قطلوبغا فی رسالة مستقلة والیہ مال اکثر المتاخرین و قیل تنزیہا و رجعہ المحق ابن الہمام فی الفتح و تلمیذہ ابن امیر حاج فی الحلیة و غیرھما انتہی۔ اور از روئے حدیث صحیح کے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا جائز و درست ہے منتقی الاخبار میں ہے :

(ترجمہ) ''جب حضرت سعد بن ابی وقاص فوت ہوئے تو حضرت عائشہؓ نے کہا اس کو مسجد میں لے آؤ تاکہ میں اس پر نماز پڑھ لوں لوگوں نے اس کو بُرا محسوس کیا تو آپ نے فرمایا : نبی ﷺ نے بیضاء کے بیٹوں سہل و سہیل کا جنازہ مسجد میں ہی تو پڑھا تھا۔''

اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کا مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا ثابت ہے اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے جنازہ کی نماز مسجد ہی میں پڑھی گئی تھی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ کے درست اور جائز ہونے پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع و اتفاق ہے۔ فتح الباری میں ہے :

(ترجمہ) ''ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکر کا جنازہ مسجد میں پڑھایا اور حضرت صہیب نے حضرت عمرؓ کا جنازہ مسجد میں پڑھایا اور ان کی چارپائی مسجد کے درمیان منبر کے سامنے رکھی گئی'' اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کا اس کے جواز پر اجماع تھا۔''

اور حنفیہ جو مسجد میں نماز جنازہ کے مکروہ ہونے پر ابوداؤد کی حدیث من [4] صلی علی جنازة فی المسجد فلاشیٔ لہ سے استدلال کرتے ہیں جنازہ کی نماز جماعت والی مسجد میں مکروہ ہے بشرطیکہ میت بھی مسجد میں ہو۔ سو یہ ان کا استدلال صحیح نہیں کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے اور جو یہ کہتے ہیں کہ مردہ نجس ہوتا ہے اس وجہ سے جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے سو ان کی یہ بات بھی ٹھیک نہیں کیونہ مردہ کی نجاست کسی دلیل سے ثابت نہیں بلکہ میت مسلم کی طہارت ثابت ہے اور جو یہ کہتے ہیں کہ ''حضرت عائشہؓ نے جب یہ کہ سعد بن ابی

وقاص کا جنازہ مسجد میں داخل کرو کہ میں بھی ان کے جنازہ کی نماز پڑھوں تو صحابہؓ نے ان پر انکار کیا اس سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ مسجد میں مکروہ ہے۔''سو حنفیہ کی یہ بات بھی ٹھیک نہیں کیونکہ حضرت عائشہؓ نے صحابہؓ کے انکار کرنے پر انکار کیا اور ان کو یہ حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے سہل اور سہیل کے جنازہ کی نماز مسجد ہی میں پڑھی تھی۔ صحابہؓ نے حضرت عائشہؓ سے یہ حدیث سن کر ان کے انکار کو تسلیم کرلیا اور مسجد میں نماز جنازہ کے جواز کو سب نے قبول کرلیا۔ علامہ شوکانی نیل الاوطار میں لکھتے ہیں :

(ترجمہ) ''حضرت عائشہؓ کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ میت کو مسجد میں داخل کرنا اور اس پر نماز پڑھنا جائز ہے ، امام شافعی، احمد، اسحق، جمہور ابن حبیب مالکی اور بقول ابن عبدالبر، امام مالک کا بھی ایک روایت میں یہی مذہب ہے اور ابن ابی ذئب امام ابوحنیفہ اور ایک روایت کے مطابق امام مالک اس کو مکروہ سمجھتے ہیں مکروہ کہنے والے حضرت عائشہؓ کی حدیث کے جواب میں کہتے ہیں کہ بیضاء کے بیٹوں کی لاشیں مسجد سے باہر رکھی گئی تھیں اور نماز مسجد میں ہوئی تھی۔ قائلین اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اگر لاشیں باہر رکھی گئی ہوتیں تو حضرت عائشہؓ سعد کا جنازہ مسجد کے اندر داخل کرنے پر کیسے استدلال کرتیں۔ منکرین یہ بھی کہتے ہیں اگر مسجد میں جنازہ منع نہ ہوتا تو صحابہ حضرت عائشہؓ پر انکار ہی کیوں کرتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب عائشہ نے جواب میں ان کو بیضاء کے بیٹوں کا حوالہ دیا تو وہ خاموش کیوں ہوگئے، معلوم ہوا کہ صحابہ ایک واقعہ کو بھولے ہوئے تھے اور عائشہؓ نے اس کو یاد رکھا تھا اور بالاخر سب کا اتفاق مسجد میں جنازہ پڑھنے پر ہوگیا اور مسجد ابوبکر و عمر کا جنازہ بھی مسجد میں پڑھا گیا جو مسجد میں جنازہ مکروہ کہتے ہیں وہ اس لیے کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک میت پاک نہیں اور یہ بالکل غلط ہے کیونکہ مومن نہ زندگی میں پلید ہے نہ مرنے کے بعد اور کراہت کی بنیاد ابوداوٗد کی روایت پر رکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسجد میں جنازہ پڑھے اس کو کوئی اجر نہین ہے۔ اس کے کئی ایک جواب ہیں۔ پہلا یہ کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس کی سند میں صالح مولی توامر ضعیف ہے ، دوسرا جواب یہ ہے کہ صحیح اور محقق نسخوں میں فلیس لہ شئ (اس کو کوئی اجر نہیں) کی بجائے فلیس علیہ شئ (اس کو کوئی گناہ نہیں) کے لفظ ہیں۔تیسرا یہ کہ لام بمعنی علی عربی زبان میں بکثرت استعمال ہوتا ہے قرآن مجید میں ہے : وان اسأتم فلھا ۔ چوتھا یہ کہ اس آدمی کا اجر کم ہوتا ہے جو مسجد میں صرف جنازہ پڑھ کر واپس آجائے اور دفن کرنے کے لیے قبرستان میں نہ جائے۔'' (سید محمد نذیر حسین)

---

[1] جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے بعض کے نزدیک مکروہ تحریمی اور بعض کے نزدیک تنزیہی اور یہی صحیح ہے۔

[2] جنازہ کی نماز جماعت والی مسجد میں مکروہ ہے بشرطیکہ میت بھی مسجد میں ہو۔

[3] نماز جنازہ مسجد میں مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ ابن قطلوبغا نے اپنے ایک مستقل رسالہ میں اس کی تحقیق کی ہے اور اکثر متاخرین کا یہی مذہب ہے اور بعض نے مکروہ تنزیہی کہا ہے ابن ہمام اور اس کے شاگرد ابن امیر الحاج نے اسی کو راج قرار دیا ہے۔

[4] جو مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھے اس کو کوئی اجر نہیں۔

فتاوی نذیریہ

جلد 01 ص 652

محدث فتویٰ